ہے۔ ایران - آذربائیجان مشترکہ شپنگ کمپنی کا قیام عمل میں آچکا ہے اور بحیرہ کیسپین کے ساحل پر دونوں ممالک کی بندرگاہوں کے مابین بحری جہازوں کی آمدورفت شروع ہو چکی ہے۔ ایران نے آذربائیجان کے ٹیلی کمیونیکیشن نظام کو بہتر (upgrade) کرنے کے معاہدہ پر دستخط کئے ہیں۔ ایران کی طرف سے آذربائیجان کے لیے ڈاک کی ٹکٹوں کی چھپائی کے معاہدہ پر بھی دستخط ہو چکے ہیں۔ ایران اور آذربائیجان کے مابین وزارتی سطح پر جائنٹ اکانومک کو آپریشن کمیشن کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے۔ ایران - آذربائیجان (مشترکہ) چیمبر آف کامرس کی تشکیل ہو چکی ہے اور ایران کے پرائیویٹ سیکٹر کے ادارے آذربائیجان میں فعال ہیں۔

نگورنو کارا باخ تنازعہ اور ایران

نگورنو کارا باخ پر آرمینیا اور آذربائیجان کے درمیان تنازعہ کے سلسلے میں ایران کا رویہ مختلف ادوار میں مختلف رہا ہے۔ بنیادی طور پر ایران کی خواہش تھی کہ وہ اس تنازعے میں ثالث کا کردار ادا کرے اور مذاکرات کے ذریعے دونوں ممالک کے مابین سیاسی مفاہمت پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اس سلسلے میں مئی ۱۹۹۲ء میں ایران آذربائیجان اور آرمینیا کے مابین تہران میں سربراہی ملاقات کرانے میں کامیاب ہوا۔ ایران کی وساطت سے متعدد بار دونوں ممالک کے مابین جنگ بندی کے سمجھوتے بھی ہوئے۔

نگورنو کارا باخ کا تنازعہ سوویت یونین کی تحلیل سے قبل کا ہے۔ تنازعے کے اس دور میں ایران نے اس تنازعے کو "سوویت یونین کا داخلی معاملہ" قرار دیا۔ اس دوران ایران کے وزیر خارجہ ڈاکٹر علی اکبر ولایتی نے نومبر ۱۹۹۱ء میں قازقستان کے دارالحکومت الماتی میں آرمینیا کے صدر سے ملاقات کی اور ایران کی طرف سے مصالحتی کردار ادا کرنے کی پیشکش کی۔۱۱۳

سوویت یونین کی تحلیل کے بعد ایران نے کارا باخ تنازعے کے بارے میں اپنی پالیسی میں بنیادی تبدیلی کی اور تنازعہ کے حل کے سلسلے میں ایک مرحلہ وار منصوبے پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ اس منصوبے کے رو سے پہلے مرحلے میں ڈاکٹر علی اکبر ولایتی نے صورت حال کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے مارچ ۱۹۹۲ء میں باکو کا دورہ کیا۔ دوسرے مرحلے میں مارچ ۱۹۹۲ء کے وسط ہی میں ایران نے آذربائیجان اور آرمینیا کے نمائندوں کی تہران میں ملاقات کرائی۔ تیسرے مرحلے میں ایران کے نائب وزیرخارجہ محمود واعظی ایک ماہ تک باکو اور یریوان کے مابین شٹل ڈپلومیسی کے بعد دونوں ممالک کے مابین جنگ بندی سمجھوتہ طے کرانے میں کامیاب ہوئے۔ چوتھے مرحلے میں

ایران نے مئی ۱۹۹۲ء میں تہران میں تینوں ممالک (ایران' آذربائیجان اور آرمینیا) کا سربراہی اجلاس منعقد کرایا۔ اس سربراہی اجلاس کے اختتام پر "تہران ڈیکلریشن" جاری ہوا۔ تاہم ان تمام کوششوں کے باوجود تنازعے کے پرامن تصفیے کی دریافت میں ایران کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ جنگ بندی سمجھوتے کے باوجود تنازعہ کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا۔ محمود واعظی نے ایک بار پھر باکو اور یریوان کے دورے کئے لیکن ان کے یہ دورے نتائج کے اعتبار سے ناکام رہے۔ پانچویں مرحلے میں ایران نے کھلم کھلا اس بات کا اعلان کیا کہ وہ فوجی طاقت کے ذریعے حاصل کردہ اراضی پر آرمینیا کے حق کو تسلیم نہیں کرے گا۔ ایران نے کہا کہ وہ دونوں ممالک کی سرحدوں میں کسی قسم کی تبدیلی بھی قبول نہیں کرے گا۔

۱۹۹۳ء میں آرمینیائی افواج کی طرف سے آذری علاقوں کی طرف تیز رفتار پیش قدمی کے ساتھ ہی تنازعہ سے متعلق ایرانی موقف میں آرمینیا مخالف عنصر کو غلبہ حاصل ہونا شروع ہو گیا۔ ایران نے "فوجی کاروائیوں میں تیزی" پر سخت تشویش کا اظہار کیا۔ اگرچہ ایرانی وزارت خارجہ کے بیان (۱۵ اپریل ۱۹۹۳ء) میں "آرمینیائی جارحیت" کے الفاظ استعمال نہیں کیے گئے تاہم بیان کے بین السطور میں آرمینیا کی آذربائیجان کے خلاف فوجی کارروائیوں کی مذمت کی گئی تھی۔ ۱۹۹۳ء میں نگورنو کارا باخ کے علاوہ دیگر آذری علاقوں پر آرمینیائی افواج کے قبضے کے بعد سے ایران نے جو پالیسی اختیار کی اسے "محفوظ غیر جانبداری" (guarded neutrality) سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ایران نے ۱۹۹۳ء کے بعد سے عملاً" مصالحت کی کوششیں ترک کردی ہیں' اگرچہ وہ مصالحتی کردار ادا کرنے کے لیے اپنی رضامندی کا اظہار کرتا رہا ہے۔ اس دوران ایران نے مضبوطی سے یہ موقف اختیار کئے رکھا کہ وہ بین الاقوامی سرحدوں میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اس کی طرف سے یہ موقف اختیار کرنے کا بھی ایک پس منظر ہے۔ آذربائیجان میں شامل نخچیواں صوبہ' ایران اور آرمینیا کے درمیان واقع ہے۔ تنازعے کے حل کے لیے بعض حلقوں کی طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی کہ آرمینیا اور آذربائیجان زمین کے بدلے زمین کے فارمولے کے تحت ایک دوسرے کو کوریڈور فراہم کریں تاکہ آرمینیائی سرزمین کے ذریعے نخچیواں کا آذربائیجان کے ساتھ براہ راست زمینی رابطہ قائم ہو اور آذربائیجان کی سرزمین کے ذریعے نگورنو کارا باخ کا زمینی رابطہ آرمینیا سے قائم ہو۔ اس تجویز پر عمل کے نتیجے میں ایران کو آرمینیا کے ساتھ اپنی مشترک سرحد سے ہاتھ دھونا پڑتے۔ چنانچہ ایران نے بین الاقوامی سرحدوں میں کسی قسم کے رد و بدل کی سختی سے مخالفت کی پالیسی اپنائے رکھی ہے۔

آرمینیا کے ساتھ ایران کے روابط تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔ آرمینیا فارسی سلطنت (Persian empire) کا حصہ رہ چکا ہے۔ سوویت یونین کی تحلیل کے بعد آرمینیا کے ساتھ ایرانی روابط کو دو اہم عوامل کے پس منظر میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اولاً" سلامتی کے تناظر میں دونوں پڑوسی ممالک میں براہ راست کوئی تنازعہ نہیں ہے۔ نگورنو کاراباخ تنازعے کے تناظر میں اگرچہ بعض ایرانی اہل کاروں کے غیرسرکاری بیانات میں آرمینیا کو "قفقاز کا اسرائیل" کہا گیا تاہم عملاً" ایران نے آذربائیجان اور آرمینیا کے ساتھ اپنے تعلقات میں توازن برقرار رکھنے کی پالیسی اختیار کئے رکھی۔ ثانیاً" اقتصادی شعبے میں تعاون دونوں ممالک کی ضرورت ہے۔ نومبر۱۹۹۱ء میں "شارجہ ٹریڈ فیر" کے موقع پر دونوں ممالک کے وفود کے مابین باہمی تجارت کے سمجھوتے پر دستخط ہوئے۔ فروری ۱۹۹۲ء میں آرمینیائی وزیر خارجہ رفی ہو فانمسیان نے وزیر صنعت' وزیر مواصلات وزیر صحت' وزیر تجارت اور یریوان کے میئر کے ہمراہ تہران کا دورہ کیا۔ آرمینیائی وفد کے اس دورے کے دوران مفاہمت کی دو یادداشتوں پر دستخط ہوئے جن کی بنیاد پر پر آج تک دونوں ممالک کے مابین اقتصادی تعاون کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ بہرحال نگورنو کاراباخ تنازعے کے پس منظر میں آرمینیا کے خلاف ایرانی عوام کے دباؤ کے تحت ایران - آرمینیا تعلقات سرد مہری کا شکار ہیں۔ آرمینیا پر اپنی غیر جانبداری ظاہر کرتے ہوئے "آزاد ممالک کی دولت مشترکہ" سے باہر کی مسلم دنیا میں ایران نے سب سے پہلے آرمینیا کی آزادی کو تسلیم کیا۱۱۴۔

جارجیا کے ساتھ ایران کے مکمل سفارتی روابط ۱۹۹۳ء کی ابتدا سے قائم ہوگئے تھے۔ اس وقت تک دونوں ممالک کے مابین متعدد اعلی اختیاراتی وفود کا تبادلہ ہو چکا ہے اور ان کے نتیجے میں متعدد دوطرفہ معاہدات پر دستخط ہو چکے ہیں۔ جارجیا کے صدر ایڈورشیورڈ ناڈزے نے ۱۹۹۳ء میں ایران کا سرکاری دورہ کیا جس کے دوران دونوں ممالک کے مابین معاہدہ دوستی پر دستخط ہوئے۔ ایرانی وزیرخارجہ ڈاکٹر علی اکبر ولایتی نے بھی ۱۹۹۳ء ہی میں تبلیسی(یا طبلیسی) کا دورہ کیا۔ اس دوران روسی پریس میں تہران - تبلیسی تعلقات سے متعلق شکوک و شبہات کا اظہار کیا گیا۔ اور ان خدشات کا اظہار کیاگیا کہ شاید جارجیانے ایران کے ساتھ اسلحہ کی فروخت کا خفیہ سمجھوتہ کرلیا ہے۔ اگرچہ ان خدشات کی ایران اور جارجیا دونوں نے تردید کی' تاہم دونوں کے درمیان اس قسم کا سمجھوتہ خارج از امکان بھی نہیں ہے۔ یوں لگتا ہے جارجیا - ابخازیا تنازعے کے پس منظر میں ماسکو کی طرف سے تبلیسی کی "مبینہ بلیک میلنگ" کے پیش نظر جارجیا کے حکمران ایران کو روس کے مقابلے میں متوقع "متبادل تزویراتی قوت" (strategic counterweight) کے طور پر